خانوادۂ صدیقی کے چشم و چراغ اور مشہور محدث وفقیہ
قاسم بن محمدؒ- حیات و آثار

از: مفتی ابوالخیر عارف محمود
استاذ و رفیق شعبۂ تصنیف وتالیف جامعہ فاروقیہ، کراچی

نام ونسب

آپ مشہور محدث وفقیہ قاسم بن محمد بن أبی بکر الصدیق عبداللہ بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تمیم بن مرہ قریشی تیمی مدنیؒ ہیں۔ (الطبقات الکبریٰ: ۱۸۷/۵، تہذیب الکمال: ۴۳۰/۲۳)

ابومحمد ان کی کنیت ہے، ابوعبدالرحمٰن بھی کہا جاتا ہے۔ (تاریخ الاسلام: ۳۲۸/۳)

ولادت باسعادت

علامہ ذہبیؒ نے ''سیر اعلام النبلاء'' میں قاسم بن محمدؒ کی ولادت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ہونا نقل کی ہے؛ جب کہ ''تاریخ الاسلام'' میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں پیدا ہونا لکھا ہے۔ (سیر اعلام النبلاء: ۵۴/۵، تاریخ الاسلام: ۳۲۸/۳) دونوں میں تطبیق یوں ہے کہ ان کی پیدائش اختتام خلافت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور ابتدائے خلافت حضرت علی رضی اللہ عنہ میں ہوئی ہوگی۔

امام بخاریؒ نے فرمایا کہ ان کے والد محمد بن أبی بکر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد تقریباً ۳۶ ہجری میں شہید کیے گئے تو قاسم یتیم ہوئے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی پرورش میں آئے۔ (تہذیب الکمال ۴۳۰/۲۳، تہذیب التہذیب: ۳۳۴/۸)

دادا جان سے مشابہت

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے فرمایا میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اولاد میں ان جیسا سوائے قاسم کے کسی اور کو نہیں پایا۔ (سیرأعلام النبلاء: ۵۵/۵، تہذیب الکمال: ۴۳۰/۲۳)

تحصیلِ علوم

حضرت قاسم بن محمدؒ یتیم ہوکر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی پرورش میں آئے اور ایک طویل عرصہ ان کی صحبت میں رہے، ان سے حدیث کا علم بکثرت حاصل کیا اور دینی مسائل میں تفقہ پیدا کیا۔ (سیر اعلام النبلاء: ۵۴/۵، تذکرۃ الحفاظ: ۹۷/۱، تاریخ الاسلام: ۳۲۸/۳) علامہ واقدیؒ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت قاسمؒ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا خلفائے ثلاثہ حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے زمانۂ خلافت میں فتویٰ دیا کرتی تھیں اور یہ سلسلہ ان کی وفات تک جاری رہا، حضرت قاسمؒ کہتے ہیں کہ میں نے اپنی بچکانہ حرکتوں کے باوجود ان کی صحبت کو لازم پکڑا تھا اور میں علم کے سمندر حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مجلس میں بیٹھا کرتا تھا، ان کے علاوہ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما کی مجلس میں بکثرت بیٹھا کرتا تھا۔ (تہذیب الکمال: ۴۳۰/۲۳، ۴۳۱، سیر اعلام النبلاء: ۵۵/۵)

شیوخِ حدیث

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث کا علم حضرت عائشہ، حضرت ابنِ عمر، حضرت ابنِ عباس، اپنی دادی حضرت اسماء بنت عمیس، حضرت ابوہریرہ، حضرت فاطمہ بنت قیس، حضرت رافع ابن خدیج، حضرت عبداللہ بن خباب، حضرت عبداللہ بن عمرو، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہم، اسلم مولیٰ، عمر ابن الخطاب، صالح بن خوات بن جبیر، عبداللہ بن جعفر بن أبی طالب، عبداللہ بن زبیر، عبداللہ بن عمر اپنے چچازاد بھائی عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن أبی بکر الصدیق، عبداللہ بن عمرو بن العاص اور عبد بن جاریہ کے دو بیٹوں سے حاصل کیا (رضی اللہ عنھم اجمعین) (تہذیب الکمال: ۴۲۷/۲۳، تہذیب التہذیب: ۳۳۳/۸، سیر اعلام النبلاء: ۵۴/۵، تاریخ الاسلام: ۳۲۸/۳)

ان کے علاوہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے مرسل روایت کرتے ہیں۔ (سیر اعلام النبلاء: ۵/۵۴، تہذیب الکمال: ۲۳/۴۲۷، ۴۲۸) اپنے والد محمدؒ اور دادا ابوبکر صدیقؓ سے روایت منقطع ہے۔ (سیر أعلام النبلاء: ۵/۵۴، حاشیۃ الکاشف: ۲/۱۳۰) ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزام، اور ابوعثمان وغیرہ شامل ہیں۔

ائمہ کے توثیقی کلمات اور جلالتِ شان

حضرت قاسم بن محمدؒ فقہائے مدینہ میں سے تھے، امام ابونعیم اصفہانیؒ نے ''حلیۃ الاولیاء'' میں آپ کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے: قاسم بن محمد بن أبی بکر فقیہ، پرہیزگار، شفیق، متواضع صدیق کے فرزند، عمدہ حسب والے، غامض احکام کے بتلانے میں فائق اور اچھے اخلاق کی طرف سبقت کرنے والے تھے۔ (حلیۃ الاولیاء: ۲/۱۸۳)

ابنِ عیینہؒ نے فرمایا کہ وہ اپنے زمانے میں سب سے افضل لوگوں میں سے تھے۔ (التاریخ الکبیر: ۷/۱۵۷، الجرح والتعدیل: ۷/۱۵۸)

ابوالزنادؒ نے فرمایا: ''میں نے قاسمؒ سے بڑھ کر کسی کو سنت کا عالم نہیں پایا، اور کسی کو اس وقت تک بڑا آدمی شمار نہیں کیا جاتا؛ جب تک کہ اسے سنت کا علم نہ ہو''۔ (حلیۃ الاولیاء: ۲/۱۸۴، التاریخ الکبیر: ۷/۱۵۷، تاریخ الاسلام: ۳/۳۲۸، سیر أعلام النبلاء ۵/۵۶)

یحییٰ بن سعیدؒ نے فرمایا کہ ہم نے اپنے زمانے میں مدینہ میں کسی کو نہیں پایا کہ ہم اسے قاسم پر فضیلت دیتے۔ (تاریخ الاسلام: ۳/۳۲۸، حلیۃ الاولیاء: ۲/۱۸۴، تھذیب الکمال: ۲۳/۴۳۱)

امام بخاریؒ نے علی بن مدینی سے نقل کیا ہے کہ قاسم بن محمد کی دوسو حدیثیں ہیں۔ (تہذیب الکمال: ۲۳/۴۳۰، سیر أعلام النبلاء: ۵/۵۴) امام بخاریؒ نے اپنی ''صحیح'' میں حضرت قاسمؒ کے بیٹے عبدالرحمٰن سے بواسطۂ سفیان حدیث نقل کرتے ہوئے فرمایا: ''حدثنا عبد الرحمن بن القاسم و کان أفضل أهل زمانه، أنه سمع أباه و کان أفضل أهل زمانه''. ہم سے حدیث بیان کی عبدالرحمٰن بن قاسم نے اور وہ اپنے زمانے کے افضل ترین لوگوں سے تھے، انھوں نے اپنے والد قاسم سے سنا اور وہ اپنے زمانے کے افضل ترین لوگوں میں سے تھے۔ (کتاب الحج، باب الطیب بعد رمی الجمار والحلق قبل الإفاضۃ، رقم: ۱۷۵۴)

ابوالزنادؒ نے فرمایا کہ اہلِ مدینہ میں سات بڑے لوگ ہیں (یعنی فقہاء) جب کسی مسئلہ میں

اختلاف ہوتا ہے تو ان میں سے کسی ایک کے قول کو لیا جاتا ہے، ان میں سے ایک قاسم ہیں۔ (تاریخ الاسلام: ۳۲۸/۳) یحییٰ بن قطانؒ نے فرمایا کہ فقہائے مدینہ دس ہیں پھران میں سے قاسمؒ کا نام لیا۔ (تاریخ الاسلام: ۳۲۸/۳) عبداللہ بن وھبؒ کہتے ہیں کہ امام مالکؒ نے قاسم بن محمدؒ کا تذکرہ کیا اور فرمایا کہ وہ اس امت کے فقہاء میں سے تھے۔ (تہذیب الکمال: ۴۳۳/۲۳، تہذیب التہذیب: ۳۳۴/۸)

امام مالکؒ نے فرمایا ابنِ سیرین جب بیمار ہوئے اور حج پر نہ جا سکے تو حج پر جانے والوں سے کہتے کہ وہ قاسم بن محمد کی سیرت، لباس وغیرہ کا جائزہ لے کر آجائیں، لوگ واپس آکر ان کو قاسم بن محمدؒ کے حالات ومعمولات کے بارے میں بتلاتے تو ابن سیرینؒ، قاسمؒ کی اقتدا کیا کرتے تھے۔ (سیر أعلام النبلاء: ۵۷/۵، تہذیب الکمال: ۴۳۳/۲۳)

احمد بن عبداللہ عجلیؒ نے فرمایا: ”كان من خيار التابعين و فقهائهم“. ایک اور جگہ فرمایا: مدني، تابعي، ثقة، نزه، رجل صالح“. (تہذیب التہذیب: ۳۳۵/۸، سیر أعلام النبلاء: ۵۷/۵)

مصعب بن عبداللہ زبیری نے فرمایا: ”القاسم بن محمد من خيار التابعين“ (تہذیب الکمال: ۴۳۳/۲۳، تہذیب التہذیب ۳۳۵/۸)

تواضع اور علمی معاملات میں حزم واحتیاط

یونس بن بکیرؒ کہتے ہیں کہ ہم سے ابنِ اسحاقؒ نے بیان کیا کہ ایک اعرابی قاسم بن محمدؒ کے پاس آیا اور پوچھا کہ آپ زیادہ علم والے ہیں یا سالمؒ؟ قاسم بن محمدؒ نے جواب میں فرمایا: سبحان اللہ! ہم میں سے ہر ایک تمھیں اپنے علم کے مطابق جواب دے گا یعنی تم جو بات معلوم کرنا چاہتے ہو اس کے بارے میں سوال کرو، اس نے پھر پوچھا کہ تمہارے میں اَعلم کون ہے؟ آپ نے جواب میں کہا؟ سبحان اللہ! اس نے پھر سوال دہرایا، تو آپ نے جواب میں فرمایا: جو پوچھنا ہو سالم سے پوچھو، یہ کہہ کر اپنی جگہ سے اٹھ گئے، ابنِ اسحاق کہتے ہیں کہ آپ نے اس بات کو ناپسند کیا کہ یہ کہیں کہ میں زیادہ جاننے والا ہوں؛ کیونکہ یہ اپنی ہی تعریف وتزکیہ ہے اور یہ بھی ناپسند کیا کہ سالم کو اَعلم کہیں؛ کیوں یہ غلط بیانی تھی، ابنِ اسحاق کہتے ہیں قاسم سالم سے زیادہ علم والے تھے۔ (سیر اعلام النبلاء: ۵۶/۵، حلیۃ الاولیاء: ۱۸۴/۲)

ایوبؒ کہتے ہیں کہ میں نے یحییٰ کو قاسم سے کچھ پوچھتے ہوئے سنا، جواب میں قاسم کبھی

لا أدری اور کبھی لا أعلم فرماتے، یحییٰ نے جب اور پوچھنا شروع کیا تو فرمایا: اللہ کی قسم! جو کچھ تم ہم سے پوچھتے ہو ہم اس میں سے ہر بات کا علم نہیں رکھتے ہیں۔ (تاریخ الاسلام: ۳۲۹/۳، حلیۃ الاولیاء: ۱۸۴/۲)

حماد بن زید نے عبید اللہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت قاسم بن محمدؒ قرآن کی تفسیر نہیں کرتے تھے۔ (الطبقات الکبریٰ: ۱۸۷/۵، تاریخ الاسلام: ۳۲۹/۳)

ابوالزنادؒ کہتے ہیں کہ حضرت قاسمؒ صرف ظاہری چیزوں سے متعلق سوال کا جواب دیا کرتے تھے۔ (تاریخ الاسلام: ۳۲۹/۳، الطبقات الکبریٰ: ۱۸۷/۵) ابنِ عونؒ کہتے ہیں حضرت قاسمؒ نے کسی سوال کے جواب میں کچھ کہا اور اس کے بعد فرمایا کہ یہ میری رائے ہے، میں یہ نہیں کہتا کہ یہی حق ہے۔ (الطبقات الکبریٰ: ۱۸۷/۵، تاریخ الاسلام: ۳۲۹/۳)

عمران بن عبداللہؒ کہتے ہیں کہ بعض لوگ تقدیر کے بارے میں بات کر رہے تھے حضرت قاسمؒ نے ان سے فرمایا کہ جس کو اللہ نے بیان نہیں کیا تم اس کے بارے میں گفتگو مت کیا کرو۔ (الطبقات الکبریٰ: ۱۸۸/۵) ابنِ عمارؒ کہتے ہیں کہ میں نے قاسم اور سالم کو ''قدریہ'' پر لعن کرتے ہوئے سنا۔ (تاریخ الاسلام: ۳۲۹/۳، الطبقات الکبریٰ: ۱۸۸/۵)

عبداللہ بن العلاءؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت قاسمؒ سے گزارش کی کہ وہ مجھے کچھ احادیث کا املا لکھوائیں، تو انہوں نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں احادیث بہت زیادہ ہوگئیں تھیں یعنی لوگ بغیر احتیاط کے ہر بات کی نسبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کرنے لگے تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو اللہ کا واسطہ دیا کہ وہ اپنی لکھی ہوئی احادیث ان کے پاس لے کر آئیں ،لوگ جب اپنی لکھی ہوئیں احادیث ان کی خدمت میں لائے تو آپ نے ان کے جلانے کا حکم دیا اور فرمایا کہ یہ اہلِ کتاب کی کجی کی طرح کجی ہے، عبداللہؒ کہتے ہیں کہ قاسمؒ نے اس دن کے بعد سے مجھے حدیث لکھنے سے منع کردیا۔ (تاریخ الاسلام: ۳۲۹/۳، سیر اعلام النبلاء: ۵۹/۵)

یحییٰ ابنِ سعیدؒ کہتے ہیں کہ حضرت قاسمؒ اور ان کے ساتھی عشاء کے بعد ایک دوسرے کو حدیث سناتے تھے۔ (الطبقات الکبریٰ ۱۸۸/۵)

عبدالرحمٰن بن ابی الموالؒ کہتے ہیں کہ قاسم بن محمدؒ صبح گھر سے مسجد تشریف لاتے اور دو رکعت نفل پڑھ کر پھر لوگوں کے درمیان تشریف فرما ہوتے تو لوگ آپ سے سوال کرتے تھے۔ (الطبقات الکبریٰ: ۱۸۹/۵، تاریخ الاسلام: ۳۲۹/۳)

وصیت اور وفات

افلح بن حمیدؒ کہتے ہیں کہ قاسمؒ نے اپنی وصیت لکھواتے ہوئے فرمایا کہ یہ قاسم بن محمدؒ کی وصیت ہے کہ وہ اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ (الطبقات الکبریٰ: ۱۹۳/۵)

سلیمان بن عبدالرحمٰنؒ کہتے ہیں کہ قاسم بن محمدؒ نے (موت کے وقت کہا) مجھے میرے ان کپڑوں میں کفن دینا جن میں نماز پڑھا کرتا ہوں یعنی قمیص، ازار اور چادر، آپ کے بیٹے نے کہا، ابا جان آپ دو کپڑوں کو بھی پسند نہیں کرتے (یعنی نیا کفن لیا جائے) جواب میں فرمایا: بیٹے! حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا بھی اسی طرح تین کپڑوں کا کفن تھا، میت سے زیادہ زندہ آدمی نئے کپڑوں کا محتاج ہے۔ (سیر أعلام النبلاء: ۶۰/۵، الطبقات الکبریٰ: ۱۹۳/۵)

خالد بن ابی بکر کہتے ہیں کہ قاسم بن محمدؒ نے وصیت کی تھی کہ ان کی قبر پر کوئی تعمیر نہ کی جائے۔ (تاریخ الاسلام: ۳۳/۳، سیر أعلام النبلاء: ۶۰/۵) مزید کہتے ہیں کہ میں قاسم بن محمدؒ کے انتقال کے وقت موجود تھا وہ قُدید میں فوت ہوئے اور مشلل میں دفن ہوئے، ان دونوں جگہوں کے درمیان تین میل کا فاصلہ ہے، ان کے بیٹے نے چارپائی اپنے کندھے پر رکھی اور چلتے رہے، یہاں تک کہ مشلل پہنچے۔ (الطبقات الکبریٰ: ۱۹۳/۵، ۱۹۴)

قاسم بن محمدؒ کے سنہ وفات میں اختلاف ہے، متعدد اقوال پائے جاتے ہیں؛ چنانچہ ضمرہ نے رجاء بن جمیل ایلیؒ سے نقل کیا ہے کہ عمر بن عبدالعزیزؒ کی وفات کے بعد عبدالملک کے دور میں ۱۰۱ ہجری، یا ۱۰۲ ہجری میں انتقال ہوا۔ (الثقات لابن حبان: ۳۰۲/۵، التاریخ الکبیر: ۱۵۷/۷، تہذیب الکمال: ۴۳۴/۲۳، ۴۳۵، تہذیب التہذیب: ۳۳۵/۸)

عبداللہ بن عمرو عمری سے ۱۰۵ ہجری منقول ہے۔ (التاریخ الکبیر: ۱۵۷/۷، سیر أعلام النبلاء: ۵۸/۵، تہذیب الکمال: ۴۳۵/۲۳، تہذیب التہذیب: ۳۳۵/۸) خلیفہ بن خیاط کہتے ہیں کہ ۱۰۶ھ کے اواخر یا ۱۰۷ ہجری کی ابتدا میں فوت ہوئے۔ (تاریخ الاسلام: ۳۳۰/۳، تہذیب التہذیب: ۳۳۵/۸، سیر اعلام النبلاء: ۵۸/۵، تذکرۃ الحفاظ: ۹۷/۱)

یحییٰ بن معینؒ اور علی بن مدینیؒ سے بھی ۱۰۶ھ منقول ہے، حافظ ابنِ حجرؒ نے ''تقریب التہذیب'' ۱۰۶ھ کے قول کو صحیح قرار دیا ہے۔ (۲۳/۲)

ہیثم بن عدیؒ اور اور یحی بن بکیرؒ سے ۱۰۷ھ مروی ہے (سیر أعلام النبلاء: ۵۸/۵ تہذیب الکمال: ۴۳۵/۲۳، تاریخ الاسلام: ۳۳۰/۳) علامہ ذہبیؒ نے ''الکاشف'' میں اسی کو اختیار کیا ہے۔ (۱۳۰/۲)

علامہ واقدیؒ، یحی بن معینؒ، علی بن مدینیؒ، ابوعبیدؒ اور فلاسؒ سے ۱۰۸ھ کا قول مروی ہے، واقدی نے کہا کہ ۷۰ یا ۷۲ سال کی عمر میں انتقال ہوا، اس وقت قاسم بن محمدؒ کی بینائی بھی چلی گئی تھی۔(تہذیب الکمال :۲۳/ ۴۳۵، سیر أعلام النبلاء :۵/۵۸، تاریخ الاسلام :۳/۳۳۰، الطبقات لابن سعد:۵/۱۹۴)

عمرالضریر نے کہا کہ ۱۰۹ھ میں فوت ہوئے۔(تہذیب الکمال:۲۳/۴۳۵)

ابنِ سعدؒ سے ۱۱۲ھ منقول ہے ۔(تہذیب الکمال :۲۳/۴۳۵) سیر أعلام النبلاء :۵/۵۸، تہذیب التہذیب:۸/۳۳۵) حسن بن بترا نے ابنِ مدینی سے ایک قول ۱۱۲ھ کا بھی نقل کیا ہے۔(تہذیب الکمال:۲۳/۴۳۵، سیر أعلام النبلاء :۵/۵۸) لیکن علامہ ذہبیؒ نے ابنِ سعد کے قول کو شاذ قرار دیا ہے۔(سیر أعلام النبلاء :۵/۵۸، تاریخ الاسلام:۳/۳۳۰) نوح بن حبیب سے ۱۱۷ھ کا قول مروی ہے۔(تہذیب الکمال:۲۳/۴۳۵) یہ بھی شاذ ہے۔

قاسم بن محمدؒ کے چند بیش بہا اقوال

❁ اللہ کے حق کو پہچاننے کے بعد جاہل بن کر زندگی گزارنا بہتر ہے اس سے کہ وہ ایسی بات کہے جس کا اسے علم نہ ہو۔(الطبقات لابن سعد :۵/۱۸۸، تہذیب الکمال :۲۳/۴۳۴، تاریخ الاسلام:۳/۳۲۹، سیر أعلام النبلاء :۵/۵۷)

❁ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کا اختلاف امت کے لیے رحمت ہے۔(الطبقات :۵/۱۸۹، سیر أعلام النبلاء :۵/۶۰، تاریخ الاسلام:۳/۳۲۹)

❁ آدمی کی اپنی عزت کرنا یہ ہے کہ وہ اپنے احاطۂ علم سے باہر کوئی بات نہ کرے۔(تہذیب الکمال:۲۳/۴۳۴، سیر أعلام النبلاء :۵/۵۷)

❁ اپنی بیٹے کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: بیٹے! ان چیزوں کے بارے میں حلفیہ گفتگو نہ کرو جن کا تمہیں علم نہ ہو۔(الطبقات لابن سعد:۵/۱۸۹)

❁ نئے کپڑے کا میت سے زیادہ زندہ محتاج ہوتا ہے۔(تاریخ الاسلام :۲/۳۳۰، الطبقات:۵/۱۹۳)

❁ ❁ ❁